تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

فی پرچہ ۱ر

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵ | مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۲۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۶ر رجب ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت علی العموم اچھی رہی۔

۷ر جنوری۔ نورمل سکول سری گوبند پور کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے قریباً ۶۵ طلبار کے ساتھ حضرت اقدس سے ملاقات کی۔ اور حالات حاضرہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔

سمال ٹون کمیٹی نے ۴ر جنوری سے باقاعدہ کام شروع کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور پہلا نوٹس زیر تعمیر مکانات اور نئے مکان بنانے والوں کو یہ دیا گیا کہ وہ مکان بنانے سے پہلے نقشہ پیش کر کے منظوری حاصل کریں۔ ورنہ قانونی کارروائی کیجائیگی۔ کمیٹی کو دوسرے ضروری اور اہم امور کی طرف بھی جلد سے جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ مثلاً صفائی کی طرف۔ جس کی حالت نہایت تکلیف دہ ہے۔

سال حال کے پروگرام کی تین اہم باتیں

فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ

۶ر جنوری جمعہ کے دن حضور نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد جو خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس کا ایک حصہ جلد سے جلد احباب تک پہونچانے کے لئے اس پرچہ میں درج کیا جاتا ہے بقیہ حصہ انشاء اللہ اگلے پرچہ میں شائع ہو گا۔ (ایڈیٹر)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں پہلے اس خطبہ کے ذریعہ تمام دوستوں کو ان امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں جن کو میں نے اس سال کے پروگرام میں شامل کیا ہے۔ پروگرام میں تو اور بھی باتیں ہیں۔ لیکن خصوصیت سے تین باتیں ایسی ہیں جن کی طرف

فوری توجہ کی ضرورت

ہے۔

پہلی بات جس کا اس سال کے پروگرام میں ذکر تھا۔ یہ تھی کہ اس سال

۲۰ر جون کو

تمام ہندوستان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے جلسے کئے جائیں۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے

تین اہم مسائل

پر تمام ہندوستان میں ہر جگہ اس تاریخ کو یا اس تاریخ سے شروع کر کے چند دنوں میں خاص طور پر روشنی ڈالی جائے۔ وہ تین اہم پہلو یہ ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنی نوع انسان کے لئے قربانیاں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا پر احسانات

چونکہ لوگوں کو آپ پر

حملہ کرنے کی جرأت

اسی لئے ہوتی ہے۔ کہ وہ آپ کی زندگی کے صحیح حالات سے

ناواقف ہیں۔ یا اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں۔ دوسرے لوگ ناواقف ہیں۔ اور اس کا ایک ہی علاج ہے۔ جو یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دئے جائیں۔ کہ

ہندوستان کا بچہ بچہ

آپ کے حالات زندگی اور آپ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے اور کسی کو آپ کے متعلق زبان درازی کرنے کی جرأت نہ رہے۔ جب کوئی حملہ کرتا ہے۔ تو یہی سمجھ کر کہ دفاع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ واقف کے سامنے اس لئے کوئی حملہ نہیں کرتا۔ کہ وہ دفاع کر دیگا۔ پس سارے ہندوستان کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے واقف کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور اس کیلئے بہترین طریق یہی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے اہم شعبوں کو لے لیا جائے۔ اور ہر سال خاص انتظام کے ماتحت سارے ہندوستان میں ایک ہی دن ان پر روشنی ڈالی جائے۔ تاکہ سارے ملک میں شور مچ جائے۔ اور غافل لوگ بیدار ہو جائیں۔

اس غرض کے لئے میں نے جماعت کے دوستوں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ کم از کم

ایک ہزار آدمی

ایسا ہونا چاہیئے۔ جو ان مضامین پر لیکچر دینے کے لئے تیاری کرسکے۔ تاکہ ۲۰ر جون کو جلسہ کر کے لیکچر دلائے جائیں اور میں نے خواہش کی تھی۔ کہ دوست

جنوری کے اندر اندر

اس بات کی اطلاع دیں۔ تاکہ ابھی سے ان کو مضامین کی تیاری کے لئے ہدایات دی جاسکیں۔ اور لیکچروں کیلئے تیار کیا جاسکے۔ ان لیکچروں سے جو نتیجہ نکلیگا۔ اسے اگر الگ بھی رہنے دیا جائے۔ تو ایک ہزار آدمی کو اس بات کے لئے تیار کر لینا۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے اہم پہلوؤں پر عمدگی سے لیکچر دے سکیں۔ یہی بہت بڑا اور غیر معمولی کام ہے۔ اور اگر ہم صرف یہی کرسکیں۔ کہ ایک ہزار آدمی ایسا تیار کرلیں۔ تو یہی

بہت بڑی دین کی خدمت

ہوگی۔ اور اس طرح ہم اگلے سال دو ہزار پھر تین ہزار پھر چار ہزار ایسے لوگ تیار کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر نہایت قابلیت سے لیکچر دے سکیں گے۔

ایک ہزار آدمی جو ایسے تیار ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا لیکچر سننے والے ایک ایک ہزار آدمی بھی سمجھے جائیں

گو کئی مقامات پر دس بارہ ہزار تک بھی جمع ہو سکتے ہیں۔ تو

دس لاکھ

آدمیوں کو سنا سکتے ہیں۔ اور وہ آگے اگر دس دس آدمیوں سے لیکچر کی باتیں کریں۔ تو

ایک کروڑ

تک وہ باتیں پہونچ سکتی ہیں۔ اور چند سال کے اندر ہندوستان میں کوئی بشر ایسا نہیں رہ سکتا۔ جس کے کانوں تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی کے صحیح حالات نہ پہونچ چکے ہوں۔ یہ کیسا

شاندار اور عظیم الشان کام

ہے۔ جس کا خیال ہی کر کے طبیعت میں جوش اور روح میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ پس جو دوست یہ کام کرنا چاہیں۔ وہ جنوری کے اندر اندر اپنے ارادہ سے مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ ضروری ہدایات ان کو دی جاسکیں۔ چونکہ ممکن ہے جلسے کے شور شغب کی وجہ سے احباب اس بات کو بھول گئے ہوں۔ اس لئے خطبہ کے ذریعہ پھر اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

اس کے لئے ضروری نہیں کہ ہماری جماعت کے ہی لوگ ہوں

جو شخص بھی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا۔ آپ کی عزت کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتا۔ اور اس کام کو کار ثواب سمجھتا ہے۔ اس سے میں خواہش کروں گا۔ کہ اگر وہ اس کام کیلئے اپنا وقت قربان کر سکتا ہے۔ اگر اس کام کو مفید سمجھتا اور اسے خدمت اسلام قرار دیتا ہے۔ تو اپنا نام پیش کرے۔ ہم اسے لیکچر دینے کی تیاری میں ہر طرح سے مدد دینے کے لئے تیار بلکہ اس کے ممنون بھی ہوں گے۔

مگر میں کہتا ہوں۔ ایسے آدمیوں کے لئے مسلمان کہلانے والوں کی بھی خصوصیت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات سب دنیا پر ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کے علاوہ وہ لوگ جن کو ابھی تک یہ توفیق تو نہیں ملی۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس تعلق کو محسوس کر سکیں۔ جو آپکو خدا تعالےٰ کے ساتھ تھا۔ مگر وہ یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ آپنے اپنی قربانیوں سے بنی نوع انسان پر بہت احسان کئے ہیں۔ وہ بھی اپنے آپکو پیش کر سکتے ہیں۔ ان کی زبانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

احسانات کا ذکر

زیادہ دلچسپ اور زیادہ پیارا معلوم ہوگا۔ پس اگر غیر مسلموں میں سے بھی کوئی اپنے آپکو اس کام کیلئے پیش کریں گے۔ تو انہیں شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائیگا۔ اور ان کی اس خدمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائیگا۔

چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی لوگوں نے ایسے طریق پر لکھے ہیں۔ جو صحیح لائف لکھنے کا طریق نہ تھا۔ وہ آپکا حلیہ اور معجزات لکھتے رہے۔ جو زمانہ گذر جانے کے بعد قصے رہ گئے۔ اور اب صحیح حالات بیان کرنے کے لئے تیاری اور محنت کی ضرورت ہے۔ اس لئے جس قدر جلد ہوسکے نام پیش کر دئے جائیں۔ تاکہ تیاری شروع کرا دی جائے۔

دوسری بات

یہ ہے۔ کہ میں نے اعلان کیا تھا۔ اس سال دس پاروں کا درس گیارھویں پارہ سے لیکر بیسویں تک جولائی کے مہینے میں دوں گا۔ پہلے دس پاروں کا درس ۱۹۲۲ء میں ہو چکا ہے۔

اس کے متعلق میں نے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ

پچاس آدمی

باہر سے درس میں شامل ہونے کے لئے اپنے نام لکھا کریں۔ تو میں درس دینے کے متعلق اعلان کر دوں گا۔ چار پانچ کی طرف سے تو درخواستیں آبھی چکی ہیں۔ لیکن کم از کم پچاس کی ضرورت ہے۔ جو باہر کے ہوں۔ اگر اتنے آدمی ہوگئے۔ تو خدا کے فضل سے توفیق ملنے صحت کے اچھے ہونے۔ اور موافق حالات کے پیدا ہونے پر درس دینے کا اعلان کر دونگا۔ اس کیلئے بھی دوستوں کی جلد درخواستیں آجانی چاہئیں۔

تیسری بات

ریزرو فنڈ ہے۔ اس سال جو پروگرام رکھا گیا ہے۔ اس پر بہت کچھ خرچ ہوگا۔ تمام ہندوستان میں جلسہ کرنے کیلئے لوگوں کو تیار کرنے کی خاطر کم از کم سات آٹھ پوسٹروں کی ضرورت ہوگی۔ اور چونکہ اس کام کیلئے ہر فرقہ اور ہر علاقہ کے مسلمانوں کو تیار کرنا ہے۔ اس لئے بنگالی میں بھی پوسٹر شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ تامل میں بھی ہندی میں بھی۔ مرہٹی میں بھی۔ اور دوسرے علاقوں کی زبانوں میں بھی۔ اس قسم کا

پہلا پوسٹر

جو تمام مسلمانوں میں اس کام کی تحریک کرنے کے لئے ضروری ہے جنوری یا زیادہ سے زیادہ فروری میں شائع ہو جانا چاہیئے۔ اور کم از کم ستر ہزار کی تعداد میں شائع ہونا چاہیئے۔ جس کیلئے بہت بڑے

اخراجات کی ضرورت

ہے۔ اس کے بعد خط وکتابت اور دوسری ہدایات بھیجنے کیلئے اور سارے ہندوستان میں بھیجنے کے لئے بڑے خرچ کی ضرورت ہے۔ پس جب تک بہت جلد بلکہ

جنوری میں ہی

بہت بڑی رقم نہ آجائے۔ اس کام میں ہاتھ ڈالنا نہایت خطرناک ہوگا۔ وہ دوست جنہوں نے سالانہ جلسہ پر

ریزرو فنڈ

جمع کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ کچھ نہ کچھ جنوری میں پھر فروری میں اور مارچ میں جمع کر دیں۔ تاکہ سہولت کے ساتھ اس کام میں ہاتھ ڈالا جاسکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۲۸ء

روئداد جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء

۲۶ر دسمبر ۱۹۲۷ء

دوسرا اجلاس

مسئلہ تثلیث

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی تقریر

۲۶ر دسمبر کے دوسرے اجلاس میں جو زیر صدارت جناب سیٹھ عبداللہ دین صاحب سکندرآباد منعقد ہوا۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب نے مسئلہ تثلیث پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

میں نہیں سمجھتا۔ تثلیث کی تردید کے لئے کسی لیکچر کی ضرورت ہے۔ یہ ایک بدیہی مسئلہ ہے۔ اور عیسائی بھی کہتے ہیں۔ کہ اس کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں۔

تین ایک اور ایک تین ایک دن میں لندن میں ایک بازار سے گذر رہا تھا۔ کہ مجھے ایک بورڈ نظر آیا۔ جس پر لکھا تھا یہاں عیسائیت کے متعلق کتب فروخت ہوتی ہیں۔ یہ دیکھکر میں اندر چلا گیا۔ چونکہ میں وہاں بھی سبز پگڑی ہی رکھتا تھا۔ اس لئے پادری صاحب نے جو کتابیں بیچ رہے تھے۔ مجھ سے دریافت کیا۔ آپ کون ہیں۔ میں نے کہا کہ میں ایک آدمی ہوں۔ جو ایک خدا کو مانتا ہوں۔ پادری صاحب نے کہا۔ کہ میں بھی ایک خدا کو مانتا ہوں۔ میں نے کہا۔ نہیں آپ تو تین خداؤں کے قائل ہیں۔ وہ کہنے لگے تین ایک ہے۔ اور ایک تین۔ اس گفتگو کے دوران میں میں نے ان کتابوں میں سے جو پادری صاحب کے سامنے میز پر پڑی تھیں۔ ایک کتاب اٹھائی۔ جس کی قیمت ۳ شلنگ تھی۔ میں نے انہیں ایک شلنگ نکال کر دیا۔ وہ کہنے لگے۔ کہ اس کی قیمت تو تین شلنگ ہے۔ میں نے کہا۔ تین ایک اور ایک تین ہیں۔ آپ اس ایک شلنگ کو تین سمجھ لیں۔ کہنے لگے کہ وہ مذہبی بات ہے۔ تجارت میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے ان کو کہا۔ کہ آپ کا بھی کیا مذہب ہے۔ کہ گرجا میں کچھ اور تجارت میں کچھ اور ہے۔ مگر ہم مسلمان کسی جگہ بھی مذہب کی وجہ سے شرمسار نہیں ہوتے۔ کیونکہ ہمارا مذہب ہر شعبۂ زندگی میں ہماری صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ اور مذہب کی خوبی اسی میں ہے۔ کہ انسان عملی زندگی میں اس پر عمل کر سکے۔

رسول کریمؐ کی تعلیم اسی طرح ایام جنگ میں ایک پادری نے مجھے کہا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم میں سے صرف ایک ہی بات ایسی پیش کرو۔ جو مسیح کی تعلیم سے افضل ہو۔ میں نے کہا۔ آپ بتائیے۔ کہ یہ جنگ کیا ہے۔ پادری صاحب نے کہا۔ جرمن نے ظالمانہ طور پر بلجیم پر حملہ کیا۔ اور اس وجہ سے ہم کو بھی جنگ میں شامل ہونا پڑا۔ میں نے کہا۔ کہ انسان کو چاہیئے۔ کہ ہر ضرورت کے وقت اپنے ہادی سے مشورہ لے اور اس پر عمل کرے۔ حضرت مسیح کی تعلیم ہے۔ کہ اگر کوئی چادر مانگے۔ تو اسے کرتہ بھی اتار دو۔ آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ اگر جرمن بلجیم لینا چاہتا تھا۔ تو فرانس بھی اس کے حوالہ کر دیتے مگر نہیں آپ کو مجبوراً تعلیم عیسوی کو چھوڑ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنا پڑا۔ اور یہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی خوبی ہے ✤

اسی طرح ایک تقریر کے دوران میں مسٹر لائڈ جارج نے کہا۔ ہم جرمن پر حملہ کرنے نہیں گئے تھے۔ بلکہ We are fighting defensive war یعنی مدافعانہ جنگ کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ بے شک صحیح ہے۔ آپ ضرور جنگ کریں مگر خدا کے لئے یہ نہ کہیں۔ کہ ہم مسیح کی تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔ بلکہ یہ کہیں۔ کہ کم از کم اس مسئلہ میں ہم محمد رسول اللہ کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔

شادی اور طلاق امریکہ میں ایک شخص نے مجھ سے کہا۔ کہ اسلام میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے۔ میں نے کہا۔ اسلام یونیورسل مذہب ہے۔ چند درویشوں کا دین نہیں۔ یسوع مسیح نے کہا ہے۔ اچھا وہ ہے۔ جو شادی نہ کرے۔ اب تم ہی بتاؤ۔ کہ اگر مسیح کی اس تعلیم کے مطابق آج تمام عیسائی اچھا بننے کی کوشش کریں۔ تو کیا نتیجہ ہو۔ غرضیکہ عیسائی خود معترف ہیں۔ کہ ان کا مذہب عملی زندگی میں ان کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ مطلقہ عورت سے شادی کرنے والا زانی ہے۔ مگر یورپ کے دانا لوگ قانون سازی کی مجلس میں مطلقہ کی شادی کے متعلق غور کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں۔ اور بائیبل کے حکم کو پس پشت ڈالکر اسلامی حکم کی اتباع میں اسکو جائز قرار دیدیتے ہیں۔ غرض عیسائی جس مذہب کو پیش کرتے ہیں اپنے گھر میں بھی اس پر عمل نہیں کر سکتے۔

بائیبل اور تثلیث بعض عیسائی کہتے ہیں۔ بائیبل میں تثلیث کا ثبوت موجود ہے۔ مگر میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ بائیبل میں اول سے آخر تک کہیں بھی یہ لفظ نہیں پایا جاتا۔ اگر کوئی تثلیث کا لفظ یا انگریزی میں Trinity کا لفظ دکھا دے تو میں اسکو ایک سو گیارہ روپے ایک آنہ ایک پائی انعام دوں گا۔ ممکن ہے۔ کہ کوئی کہدے۔ یہ ایک اصطلاح ہے۔ جو ہم نے خود بنائی ہے۔ بائیبل میں تین خدا کا ہونا بیان ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی بائیبل میں یہی دکھا دے۔ کہ خدا تین ہیں۔ یا علیحدہ علیحدہ یسوع خدا ہے۔ روح القدس خدا ہے۔ دکھا دے۔ تو ایسا کرنے والوں کو بھی اتنا ہی انعام دوں گا۔ بعض پادری صاحبان کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ عبرانی توریت میں خدا کا ذکر جمع کے صیغہ میں ہے۔ ال کا لفظ نہیں۔ بلکہ الوہیم ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ خدا بہت ہیں۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو تین ہونا پھر بھی ثابت نہیں ہوتا اور اس صورت میں تو ہندوؤں کا عقیدہ صحیح سمجھا جائیگا جو بیشمار خدا مانتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ محض زبان کا محاورہ ہے۔ اور اظہار ادب کے لئے ایسا بولا جاتا ہے۔ توریت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی جمع کا صیغہ محمدیم استعمال کیا گیا ہے۔ خود عیسائی بھی الوہیم کا ترجمہ انگریزی میں God ہی کرتے ہیں Gods نہیں کرتے۔ پھر توریت یہودیوں کی کتاب ہے۔ اور یہودی ایک ہی خدا مانتے ہیں۔

بیٹا اور باپ کے الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ میں خدا ہوں۔ ساری انجیل میں یہ الفاظ نہیں۔ ایک یا دو جگہ بیٹا کا لفظ ہے۔ مگر توریت کے محاورہ میں اس کے معنی خدا کے پیارے کے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح نے خود کہا ہے۔ کہ تم بھی خدا کے بیٹے ہو۔ پھر اس میں خصوصیت کیا ہوئی۔ حضرت مسیح نے خدا کو صرف باپ کہا ہے۔ اور اس نے حواریوں کو بھی کہا کہ جب دعا مانگو۔ تو کہو کہ اے باپ گویا اس کو سب کا باپ کہا ہے ✤

بپتسمہ دینے کا حکم پادری صاحبان ایک یہ دلیل بھی پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح

نے حواریوں سے کہا ہے۔ کہ جاؤ۔ دنیا میں لوگوں کو باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو۔ مگر اس کا مطلب یہی ہے کہ خدا کے نام پر حضرت مسیح کی طرف سے بپتسمہ دو اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے وہ احمدی جن کو بیعت لینے کی اجازت ہے۔ حضرت مسیح موعود کی طرف سے بیعت لیتے ہیں۔ مثلاً میں بیعت لیتے وقت کہلواتا ہوں۔ کہ میں احمد کی بیعت محمود کے نام پر اور صادق کے ہاتھ پر کرتا ہوں

تثلیث کا عقیدہ کب بنا

جب عیسائی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ تو تیسری صدی عیسوی تک تثلیث کا مسئلہ کہیں نہیں ملتا۔ بلکہ چوتھی صدی میں جب لوگ حضرت مسیح کی اصلی تعلیم کو بھول گئے تو ایک کونسل نے بیٹھکر اس مسئلہ کو عیسائیت میں داخل کر دیا۔ اور بعض مورخوں نے تحقیقات کی ہے کہ یہ مسئلہ روم کے لوگوں کو جو بت پرست تھے۔ اور جو تین دیوتاؤں کے پرستار تھے۔ عیسائی بنانے کے لئے وضع کیا گیا۔ تاکہ وہ لوگ آسانی سے عیسائیت اختیار کر لیں اور عیسائیت میں کلی طور پر ان کو غیریت نظر نہ آئے۔ کیونکہ قاعدہ ہے۔ کہ بت پرست اقوام پورے طور پر اپنے عقائد کو چھوڑنا پسند نہیں کرتیں۔ اور اگر نیا مذہب بھی بت پرستی کے ہمشکل بنا دیا جائے۔ تو ان کو قبول کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ ہاں صحابہ کرام میں یہ خصوصیت تھی۔ کہ انہوں نے دفعتہً تمام بتوں کو ترک کر کے خالص وحدانیت کو مان لیا۔

حضرت مسیح کا انسان ہونا

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے کبھی اپنے آپ کو خدا نہیں کہا۔ بلکہ ایسی باتیں کی ہیں جو خدائی کے سراسر خلاف ہیں۔ ان کے پاس ایک عورت دو بچوں کو لیکر آئی۔ کہ ان کو آسمانی بادشاہت میں ایک کو اپنے دائیں اور دوسرے کو بائیں بٹھایا جائے۔ مگر حضرت مسیح نے کہا۔ کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے۔ ایسے ہی ایک شخص نے قیامت کے متعلق استفسار کیا تو اس کو کہا۔ کہ سوائے باپ کے قیامت کا علم کسی کو نہیں حتیٰ کہ بیٹے کو بھی نہیں۔ بعض پادری کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ الفاظ بحیثیت انسان ہونے کے انہوں نے کہے تھے لیکن اگر ان میں انسانی اور خدائی دونوں صفات تھیں تو ان کو کہنا چاہیئے تھا۔ کہ بلحاظ انسان ہونے کے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ مگر بحیثیت خدا میں تم کو بتاتا ہوں کہ فلاں وقت قیامت ہوگی۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کہا۔ بلکہ انکار کیا۔ اور کہا کہ صرف خدا کو ہی اس بات کی خبر ہے۔ مجھے مطلقاً نہیں۔

کامل انسان

صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کامل انسان ہیں۔ کیونکہ آپ بنی نوع انسان کے لئے ہر بات میں نمونہ ہیں۔ اگر کوئی عیسائی شادی کرے۔ اور حضرت عیسیٰؑ سے پوچھے۔ کہ حضرت میں نے شادی کی ہے۔ بیوی بچوں سے کیا سلوک کروں تو وہ کیا جواب دے سکتے ہیں۔ جبکہ خود انہوں نے شادی نہیں کی۔ وہ یہی کہیں گے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پس آپ ہی ایک کامل رسول ہیں۔ جو ہر شعبۂ زندگی میں انسان کی راہ نمائی کر سکتے ہیں حضرت عیسیٰؑ نے تمام عمر میں صرف بارہ اشخاص کو ہدایت دی اور ان میں سے بھی ایک نے آپ پر لعنت کی۔ اور دوسرے نے تیس روپے لیکر پکڑوا دیا۔ تو اگر ایسے کارناموں سے آپ خدا کا بیٹا بن سکتے ہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہونا چاہیئے۔ جنہوں نے اپنی عمر میں ہی ۱۲۴۰۰۰ انسانوں کو درندگی اور حیوانیت کی حالت سے نکال کر خدا کا مقرب بنا دیا۔

بغیر باپ کے ہونا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ ہونا دلیل الوہیت بتائی جاتی ہے۔ مگر یہ غلط ہے قرآن کریم نے ان کی مثال حضرت آدم سے دی ہے۔ حضرت آدم تو بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ بائبل میں ملک الصدق کا بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہونا بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ تا کہ آپ پہلے ادیان کی غلطیاں خدا سے مدد پا کر ظاہر کریں۔ اور آپ کا وجود ہی عیسائیت کی تردید کا ثبوت ہے۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں جان الیگزنڈر ڈوئی نے آپ سے مباہلہ کیا۔ میں اس کے شہر میں گیا ہوں۔ اس کا وہاں نہ کوئی گرجا ہے۔ نہ کوئی جماعت ہے۔ وہ جو کہتا تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کی ہلاکت کا پیغام لیکر آیا ہے۔ خود ہلاک ہو کر اسلام کی صداقت پر مہر کر گیا۔

احمدیوں کا رعب

پس آج اگر دنیا میں کوئی سچا دین ہے تو وہ احمدیت ہے۔ اور خدا نے اسکو ایک خاص رعب عطا کیا ہے۔ عیسائیوں کے سامنے اگر کوئی بڑے سے بڑا غیر احمدی مولوی چلا جائے۔ تو وہ اس کی بہت عزت و تکریم کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو خیال ہوتا ہے کہ شائد عیسائی ہو جائے۔ مگر چھوٹے سے چھوٹا احمدی بھی جائے تو اس سے بات نہیں کرتے۔ اور سچے مومن کی علامت ہی یہ بتائی گئی ہے۔ کہ شیطان اس سے نا امید ہو جائے۔

۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء

پہلا اجلاس

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کی تقریر

دوسرے دن کے پہلے اجلاس میں پہلی تقریر مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پر فرمائی۔ جس میں آپ نے بیان کیا۔ کہ ہمارے آقا یعنی خدا تعالےٰ کا نام قدوس ہے۔ اور وہ تمام صفات کاملہ کا جامع ہے۔ اور یہ امر ہر ایک پر واضح ہے کہ آقا کا محبوب ترین خادم وہی ہو سکتا ہے۔ جو پورے طور پر اس کے رنگ میں رنگین ہو۔ اور کامل طور پر اس کا مظہر بننے کی کوشش کرے۔

کامل نمونہ

خدا تعالیٰ چونکہ خالق ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان بوجہ مخلوق ہونے کے کمزور ہے اور کس قدر نیک کمالات اپنے اندر پیدا کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ اس لئے اپنی مخلوق پر رحم فرما کر اس نے ایک کامل اور بے نظیر نبی دنیا کے لئے نمونہ بنا کر بھیجدیا۔ ہر ایک ہستی میں ایک چیز فرد کامل ہوتی ہے جس کے آگے کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً الوہیت میں کامل خدا تعالےٰ ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر اور کوئی ہستی نہیں ہو سکتی۔ نظام شمسی میں کامل سورج ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ روشن چیز اور کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح عالم روحانیات میں فرد کامل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ آپ کے مرتبہ کا کوئی انسان نہ پیدا ہوا ہے۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔

مادی چاند

اب آپ لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ سورج کا وجود دنیا کی زیست کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ ہر ایک چیز کو اپنی نشو و نما کے لئے سورج کی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور آپ لوگ اس بات سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ دنیا کے ہر حصہ میں سورج ۲۴ گھنٹہ میں تقریباً نصف عرصہ غائب رہتا ہے۔ اب ایسی ضروری چیز کی عدم موجودگی چونکہ مضر تھی۔ اور اس کی موجودگی مفید۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ایک دوسری چیز یعنی چاند کو پیدا کیا۔ جو شفاف ہونے میں فرد کامل کی حیثیت

رکھتا ہے۔ اور اس کے واسطے سے ہی سورج کا نُور دنیا کو پہونچتا ہے۔

رُوحانی چاند

بعینہ یہی مثال روحانیات میں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراجاً منیرا کہا گیا ہے۔ اور دنیا کی روحانی زندگی کے لئے آپ کا وجود ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مادی دنیا میں سورج کا وجود۔ اس لئے آپ کے زمانہ کے بعد بھی ایک ایسے چاند کی ضرورت تھی۔ جو آپ کے نور سے منور ہو کر اپنے واسطے سے دنیا کو آپ کا فیضان پہونچائے۔ اور وہ چاند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

پہلے انبیاء کے زمانوں میں ان کی وفات کے بعد بہت جلد ہی دوسرے نمونہ کی ضرورت پیش آجاتی تھی کیونکہ ان کا اثر جلد زائل ہو جاتا تھا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اکمل ترین انسان ہیں۔ اس لئے آپ کا اثر دیر پا ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ تیرہ صدیوں کے بعد دوسرے نمونہ کی ضرورت پیش آئی۔ اور چودھویں صدی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے دوبارہ دنیا میں چمکا۔

بالواسطہ اثر

اس کے متعلق کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ نور کے بیچ میں واسطہ ہونے کی وجہ سے اس کا وہ اثر اور زور نہیں رہتا۔ جو براہ راست آنے میں ہوتا ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ بعض حالتوں میں اس طرح جو اثر پڑتا ہے۔ وہ زیادہ زوردار ہوتا ہے۔ مثلاً سورج کے سامنے اگر بارود رکھا جائے۔ تو اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن اگر بیچ میں آتشی شیشہ رکھدیا جائے۔ اور سورج کی روشنی کو آتشی شیشہ کے واسطے سے بارود پر ڈالا جائے۔ تو اس میں آگ لگ جائے گی۔ اسی طرح بعض فوائد ایسے ہیں۔ کہ سورج براہ راست نہیں پہونچا سکتا۔ مگر چاند کے واسطے سے وہ دنیا کو پہونچتے ہیں۔ اور وہ بھی دراصل سورج کا ہی نور ہوتا ہے۔ غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کا نمونہ تھے۔ اور آپ کا کامل نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ثابت کیا جائے۔ کہ آپ کی ذات صفات الٰہیہ کا مظہر تھی مگر چونکہ یہ ایک بڑا اور وسیع مضمون ہے۔ اور وقت کم ہے۔ اس لئے میں چند باتوں پر ہی اکتفا کرونگا

قدوسیت کا نمونہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب حکم ہوا:۔ وانذر عشیرتک الاقربین۔ تو آپ نے تمام کفار کو چیلنج دیا۔ کہ اگر میری زندگی میں تم میں سے کسی نے کوئی عیب مجھ میں پایا ہے۔ تو بتائے۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اور سب نے آپ کی پاکبازی کا اقرار کیا۔ اسیطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تمام مخالفین کو چیلنج دیا۔ کہ میرا کوئی عیب بتاؤ۔ مگر کسی کو اتنی ہمت نہ ہو سکی بلکہ اول المکفرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی آپ کو بے نظیر انسان تسلیم کیا۔ اور آپ کی پاکبازی کی تصدیق کی۔

عدل کا نمونہ

خدا تعالےٰ میں ایک صفت عدل کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے کامل مظہر تھے۔ چنانچہ آپ کی عدل پسندی کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک مقدمہ میں اپنے والد کے خلاف شہادت دیدی۔ ایک جائداد کے متعلق کہدیا۔ کہ اس میں ان کا کوئی حق نہیں ہے۔

دلیری

آپ کا ایک مقدمہ گورداسپور پیش ہونے والا تھا۔ آپ نے مجھے ایک دن ضروری انتظام کے لئے پہلے بھیجدیا۔ مجھے وہاں معلوم ہوا۔ کہ آریوں نے ایک پرائیویٹ میٹنگ میں مجسٹریٹ پر زور دیا ہے کہ یہ شخص ہمارے ایک لیڈر کا قاتل ہے۔ اس کو ضرور سزا دو۔ اور اس کو کہا ہے۔ کہ شکار پھنسا ہوا ہے۔ جانے نہ پائے۔ اور اس نے بھی وعدہ کر لیا ہے۔ کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ کرے گا۔ مجسٹریٹ کو اختیار ہوتا ہے۔ کہ فوجداری مقدمہ میں ملزم کو حوالات میں بھیجدے۔ اور یہ بات عام مشہور ہو چکی تھی۔ کہ مرزا صاحب کو حوالات میں بھیجدیا جائیگا۔ خواہ ایکدن کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ دوسرے دن حضورؑ خود گورداسپور پہونچ گئے۔ میں نے تمام واقعات من وعن بیان کر دئیے جس وقت میں واقعات بیان کر رہا تھا۔ حضورؑ لیٹے ہوئے تھے یہ بات سُنکر اُٹھ بیٹھے۔ اور اس وقت حضورؑ کی آنکھوں میں ایک خاص بات تھی۔ جو میں نے کبھی کسی انسان کی آنکھ میں نہیں دیکھی۔ پھر آپ کی آنکھ میں بھی نہ دیکھی تھی۔ میں رات کو جنگل میں شیر کے پاس سے بھی گذرا ہوں۔ مگر اس کی آنکھوں میں بھی وہ بات نہیں دیکھی۔ جو مجھے اس وقت نظر آئی۔ آپ نے فرمایا وہ کہتے ہیں۔ شکار پھنسا ہوا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتے۔ کہ یہ شیر کا شکار ہے۔ اور شیر بھی خدا کا۔ وہ ہاتھ ڈالیں گے تو ان کو معلوم ہوگا۔ میں نے تو اپنے ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دیدئیے ہوئے ہیں۔ اور کہدیا ہے۔ کہ میں تیری راہ میں ہتھکڑیاں پہننے کو بھی طیار ہوں۔ مگر میں کیا کروں۔ وہ کہتا ہے۔ کہ تو بری ہوگا۔ اور میں یقیناً بری ہو جاؤنگا۔

حُسن اور رُعب کا اجتماع

حُسن اور رُعب دو متضاد باتیں ہیں۔ اور ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ دونوں متضاد باتیں موجود تھیں۔ آپ کے دشمن آپ سے کانپتے تھے۔ اور دوست فدا تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بھی یہ دونوں باتیں پائی جاتی تھیں۔ بڑے آدمی عموماً اپنے غریب ماں باپ سے بھی بیگانگی برتتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا کہ آپ اپنے معمولی خدام سے بھی نہایت محبت اور شفقت سے گفتگو فرماتے تھے۔ اور بعض اوقات ایسی معمولی باتیں پوچھتے تھے۔ کہ ہم حیران ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں میری بیوی سے پوچھا۔ کہ شاہ صاحب روزے رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ سارے رکھے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ہم تو نہیں رکھ سکے۔ تین چار چھوٹ گئے ہیں۔ غرضیکہ آپ اپنے خدام سے بھی نہایت پیار کی باتیں کرتے تھے۔ اور ہم نے کسی شخص کو ایسا نہیں دیکھا۔ کہ دشمن بھی اس سے دوستوں جیسے سلوک کی ہی امید رکھیں۔

قادیان کے ہندوؤں پر آپ نے بہت بڑے احسان کئے۔ مگر انہوں نے ہمیشہ آپ کو دکھ دیا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ ہمیشہ آپ سے ایسے ہی سلوک کی امید رکھتے تھے۔ جس کی احمدیوں کو تھی۔

رسُول کریمؐ کے احکام کا احترام

ایک دفعہ آپ گورداسپور تشریف لے گئے۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ میں نے مکان کی چھت پر چارپائی بچھا کر بستر کر دیا۔ آپ کسی ضرورت سے اوپر تشریف لے گئے۔ تو میں نے عرض کی حضور کے لئے یہاں بستر بچھایا ہے۔ اس پر بستر کو دیکھ کر اس طرح پیچھے ہٹے۔ جس طرح کوئی کسی خطرناک چیز سے خوف کھا کر پیچھے ہٹتا ہے۔ اور فرمایا۔ کہ میں ہرگز ہرگز اس جگہ نہیں سو سکتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس چھت کی منڈیر نہ ہو۔ اس پر نہیں سونا چاہیئے۔ چنانچہ حضور اندر سو گئے۔ حالانکہ گرمی غضب کی تھی۔ ہم لوگ باری باری رات کو پنکھا ہلاتے رہے۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو کس وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

دیہاتی ترقی کے ذرائع

جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر کی تقریر

جناب چوہدری صاحب نے مندرجہ بالا عنوان پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

دیہاتی لوگوں کی ترقی کے متعلق باتیں تو بہت سی ہیں جو بیان کرنے کے قابل ہیں۔ لیکن اس وقت میں وقت کے لحاظ سے مختصراً تین پہلوؤں کے متعلق کچھ بیان کرونگا (۱) دیہاتی علاقوں میں صحت (۲) مالی حالت (۳) عام دلچسپی جو زندگی کے متعلق ہوتی ہے۔

دیہاتوں میں صحت کی حالت

دیہاتی علاقوں میں صحت کی حالت نہایت ناقص ہوتی ہے۔ ہمارے ملک کے دیہاتوں میں ستمبر سے لیکر دسمبر تک عام طور پر لوگوں کو تپ چڑھنا ہے۔ اور اسے زندگی کا جزو سمجھ لیا گیا ہے۔ جب کوئی بخار میں مبتلا ہو۔ تو کہتے ہیں۔ معمولی بات ہے۔ تپ چڑھا ہوا ہے۔ مگر یورپ کے کسی گاؤں میں ایک وقت میں اگر پندرہ آدمیوں کو تپ چڑھ جائے۔ تو تمام ملک میں ہل چل مچ جائے کہ کیا ہو گیا ہے۔ مگر ہندوستان میں اس کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ حالانکہ بلحاظ نتائج بہت خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ اول تو علاج معالجہ کی وجہ سے مالی نقصان ہوتا ہے۔ پھر بوجہ بیماری اور صحت کے بعد ایک لمبے عرصہ تک کمزوری کی وجہ سے اپنے فرائض نہ ادا کر سکنے کی وجہ سے بھی بہت نقصان ہوتا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مجموعی طور پر اس بخار کی وجہ سے ہندوستان کو کروڑوں روپیہ سالانہ کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مگر باوجود اس کے اس کو روکنے کے لئے کوئی جد وجہد نہیں کی جاتی۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ عام بیماریاں وبا کی صورت میں نہ پھیلیں۔

بیماریوں کو روکنے کیلئے انتظام

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس کا انتظام حکومت کا فرض ہے۔ اور وہی اصل انتظام کرسکتی ہے۔ جب تک لوگ حکومت کی مدد نہ کریں۔ اس کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ عام لوگوں کے خیالات ایسے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کوشش کرے۔ اور کر رہی ہے۔ تو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ یا کسی قسم کی مدد دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے اگر کوئی نمبردار یا ذیلدار سرکاری ملازموں کو ان کے اس کام میں مدد دیتا بھی ہے۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ بنی نوع انسان کی بھلائی اس میں سمجھتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ جو افسر کام کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ان سے اپنی خدمت گذاری کا سرٹیفکیٹ حاصل کرلے

دیہاتی بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ جو مدد دی جاسکے وہ دیں۔ جو سرکاری افسر وغیرہ حفظان صحت کے متعلق طریق بتانے کے لئے آئیں۔ ان کی ہر طرح امداد کریں۔ اور جو باتیں وہ بتائیں۔ ان پر نہ صرف خود عمل کریں۔ بلکہ دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تاکید کریں۔ تا کہ بہت سی تکلیفیں بچھڑیں دور ہو جائیں۔ اور بیماریاں جو وبائی صورت اختیار کرلیتی ہیں۔ وہ رک جائیں۔ چند اور باتیں بھی ضروری ہیں۔

بیمار لڑکے لڑکی شادی نہ کی جائے

(۱) شادی کا معاملہ ہے شادی کرتے وقت دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ فریقین میں سے کسی کی صحت ایسی تو نہیں۔ کہ جو شادی کے ناقابل ہے۔ اگر نکاح کرنے سے پہلے یہ معلوم ہو جائے۔ کہ دونوں میں سے کسی کی صحت ایسی نہیں۔ کہ شادی کی جائے۔ تو اس سے نہیں کرنی چاہیئے۔ یا ایسی بیماری ہو۔ جس کا اثر آئندہ نسل پر پڑتا ہو۔ اس سے بھی شادی نہیں ہونی چاہیئے۔ خواہ رسم و رواج کی کس قدر مشکلات بھی درپیش ہوں۔ اس طرح آئندہ نسل کو بیماریوں سے بچانا چاہیئے۔ جو لوگ بیمار لڑکے یا لڑکی کی شادی کرتے ہیں۔ بہت بڑا ظلم کرتے ہیں۔ ان کی خواہ منگنی ہو چکی ہو۔ اگر بیمار ہو۔ تو شادی نہ ہونی چاہیئے اور اسی طرح کم عمر میں بھی شادی ہرگز نہ ہونی چاہیئے کیونکہ ان وجوہات سے اولاد ایسی کمزور اور ناقص پیدا ہوتی ہے۔ جو بیماری کے اثرات کو بہت جلد قبول کرلیتی ہے۔

عورتوں کو صفائی رکھنے کی تاکید

(۲) عورتوں کو بچوں کی تربیت اور پرورش کے اصول سکھلائے جائیں۔ وہ گھروں میں صفائی کا انتظام کریں۔ اور ان کو بتایا جائے۔ کہ گندگی سے ہی دراصل گھر میں بیماری پیدا ہوتی ہے۔ دیہاتوں میں عورتیں گھروں میں صفائی کا خیال بالکل نہیں رکھتیں۔ جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بچے بیمار ہو جاتے ہیں اور کمزور رہتے ہیں۔ بچوں کا لباس۔ جسم اور خصوصاً ہاتھ صاف رکھے جائیں۔ انہیں ایسی جگہ نہ کھیلنے کو دنے دیا جائے جہاں ان کے ہاتھوں اور جسم کو غلاظت لگے۔ دیہاتوں میں عام طور پر بچے کھاد کے ڈھیروں پر کھیلتے پھرتے ہیں مگر کوئی انہیں نہیں روکتا +

آبادی کے قریب جوہڑ نہ ہوں

(۳) عام حالات کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ دیہاتوں میں جو جوہڑ عام طور پر آبادی کے بالکل قریب ہوتے ہیں۔ جو ملیریا پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ گندگی وغیرہ جو ارد گرد پاخانہ اور روڑیوں کی شکل میں ہوتی ہے۔ بارش کے پانی کے ساتھ بہ کر جوہڑ میں مل جاتی ہے۔ اور جانور وہیں سے پانی پیتے ہیں۔ جن کا دودھ پیا جاتا ہے اور اس طرح وہ گندگی دودھ کے [illegible] انسانوں کے جسم میں اپنا زہر پہنچاتی ہے۔

جوہڑ کیسے بنائے جائیں

اس خرابی کے علاج کا طریق یہ ہے۔ کہ جوہڑ ایک تو گھروں کے قریب نہ ہو۔ گاؤں سے فاصلہ پر ہو۔ دوسرے اس کے کنارے پختہ ہوں۔ تاکہ باہر سے اس میں گند نہ پڑسکے تیسرے ایسی طرز کا ہو۔ کہ کبھی کبھی اس میں سے تازہ پانی گذر سکے۔ جب گاؤں کے لوگ اپنے زمینداری کے کاموں سے فارغ ہوتے ہیں۔ اس وقت مل کر ایسے جوہڑ بنا سکتے ہیں۔

کنوؤں کے متعلق احتیاط

دوسری خرابی یہ ہوتی ہے۔ کہ جہاں سے پینے کا پانی لیتے ہیں۔ اس کے متعلق بے احتیاطی کی جاتی ہے۔ کنوؤں کی اول تو منڈیریں ہوتی نہیں۔ اگر ہوں تو عمدہ نہیں ہوتیں جو کہ باہر کی چیزیں کنوئیں میں گرنے سے روک سکیں۔ اگر یہ بھی ہوں۔ تو جو پانی نکالا جاتا ہے۔ اس میں سے کچھ تو گھڑے میں ڈالتے ہیں۔ اور کچھ زمین پر گر کر پھر کنوئیں میں جا پڑتا ہے جو باہر کی غلاظت اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ پھر جس ڈول سے پانی نکالا جاتا ہے۔ وہ گندا ہوتا ہے۔

غرض پانی خواہ پینے کا ہو۔ یا دوسرے استعمال کا۔ صاف ہونا چاہیئے۔ اور جب خاص احتیاط کی ضرورت ہو۔ اس وقت صاف بھی کرایا جا سکتا ہے۔ خاص کر ہیضہ کے ایام میں اس کی صفائی بہت ضروری ہوتی ہے۔

صاف ہوا کا انتظام

(۴) صاف ہوا کا انتظام ہونا چاہیئے۔ زمیندار باہر کھیتوں میں جہاں کام کرتے ہیں۔ وہاں تو بہت صاف ہوا ہوتی ہے مگر ان کے رہنے کے مکان صاف ہوا سے محروم ہوتے ہیں کیونکہ مکانوں میں ہوا کے آنے کا رستہ نہیں ہوتا۔ اور تاریکی ہوتی ہے۔ یہ دونوں باتیں صحت کے لئے بہت مضر ہیں۔ یہ انتظام ہو سکتا ہے۔ کہ خواہ کتنا معمولی مکان ہو۔ اس میں کھڑکیاں آمنے سامنے رکھ دی جائیں۔ تاکہ ہوا اور روشنی آسکے۔

کھانے کے متعلق احتیاط

(۵) کھانا ہے۔ کھانے کی

چیزوں کے متعلق کوئی احتیاط نہیں کی جاتی۔ وہ ننگی پڑی رہتی ہیں۔ ایک تو مکان ڈھاب کے قریب ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے عموماً نمدار رہتا ہے۔ دوسرے اندر جو ہے ہوتے ہیں۔ تیسرے اندھیرا ہوتا ہے۔ اور پھر کھانے کی چیزیں ننگی پڑی رہتی ہیں۔ کھانا پکانے کے وقت برتن ہاتھ اور کپڑے کی صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ ان سب باتوں کی احتیاط ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بے احتیاطی سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

مالی فراخی

اب میں دیہاتی لوگوں کی زندگی کے دوسرے پہلو مالی فراخی کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں:

دنیا کے سب ممالک سے ہندوستان سب سے زیادہ غریب ملک ہے۔ اس میں اوسطاً آمدنی فی کس تین پیسہ یا ایک آنہ روزانہ ہے۔ حیرت کی بات ہے۔ کہ اس آمدنی پر لوگ زندہ کس طرح رہتے ہیں۔ جس قوم میں اتنی غربت ہو۔ وہ دنیا میں کیا کر سکتی ہے۔ اس حالت کو بدلنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ اول اپنی ضروریات عمدگی سے پوری کی جاسکیں۔ دوم دنیا کی ہدایت کا سامان کر سکیں۔

غربت دور کرنیکے طریق

اس کے لئے یہ کرنا چاہیئے۔ کہ (۱) غیر ضروری اخراجات کم کر کے بچت کی جائے۔ (۲) آمدنی کے ذرائع بڑھائے جائیں۔

اخراجات کی کمی کے طریق

اخراجات کم کرنے کے متعلق یہ کرنا چاہیئے۔ (۱) بعض رسوم کی ادائیگی میں جو فضول اخراجات کئے جاتے ہیں۔ وہ نہ کئے جائیں۔ احمدیوں میں بیاہ شادیوں پر ناچ مجرے تو بند ہو گئے ہیں۔ مگر زیور اور ریشمی کپڑوں کے اخراجات بند نہیں ہوئے۔ زیور بنانے کا فائدہ کچھ نہیں ہوتا۔ یونہی روپیہ بند کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ چوروں کو تحریک کی جاتی ہے۔ کہ وہ سیندھ لگائیں جن لوگوں نے دنیا کا سفر کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ زیور پہننا وحشت کے زمانہ کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اس خرچ کو بند کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مقدمہ بازی کے اخراجات

(۲) مقدمہ بازی سے بچنا چاہیئے۔ میں خود وکیل ہوں۔ جو مقدمات میں پیش ہوتا ہوں۔ مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مقدمہ بازی تمام بیماریوں اور ہر قسم کے رسم و رواج سے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے اور اس سے ہندوستان کو روحانی۔ اخلاقی اور مالی نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور پھر حاصل کچھ نہیں ہوتا۔ اگر سات سو روپیہ کی وصولی کا دعوی کرنا ہو۔ تو پچاس روپے اسٹامپ پر ۳۵ وکیل کی فیس اور ساڑھے سات منشی کا محنتانہ اور کچھ اور اخراجات پڑ کر ایک سو تیس کے قریب ہو جاتے ہیں۔ جو دعوی داخل کرتے وقت کرنے پڑتے ہیں۔ گواہوں وغیرہ کے اخراجات اس کے علاوہ ہوتے ہیں۔ ان کو ملا کر یہ رقم ایک سو پچاس تک پہونچ جاتی ہے۔ اگر دعوی خارج ہو جائے۔ تو اپیل کرنے پر ایک سو بیس خرچ ہوتے ہیں۔ اگر پھر خارج ہو جائے۔ تو ہائی کورٹ کے ایک جج کے سامنے اپیل کرنے کے لئے ایک سو بیس خرچ آتے ہیں۔ اگر وہاں سے بھی خارج ہو جائے۔ تو دو ججوں کے سامنے اپیل کرنے کے لئے پھر ایک سو بیس خرچ کرنے پڑتے ہیں۔

اس طرح سات سو کی وصولی کے لئے سات سو خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات پھر بھی کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

مقدمہ بازی سے بچو

اسی طرح فریق ثانی کا بھی خرچ ہوتا ہے۔ اور یہ باتیں ملک کی مالی حالت پر بہت بُرا اثر ڈال رہی ہیں۔ اس لئے حتی الوسع مقدمہ بازی سے احتراز کرنا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ میں تو قضا کا محکمہ ہے۔ جو فیصلہ کرتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو اپنے تنازعات ثالثوں کے ذریعہ طے کرانے چاہئیں۔ جب اتنے اخراجات برداشت کرنے کے باوجود آخر عدالت کے فیصلہ پر آپ لوگ صبر کرتے ہیں۔ تو کیوں ثالث کے فیصلہ کو ہی نہ مان لیں۔ جس میں کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مقدموں اور وکیلوں سے زیادہ نقصان دہ مرض ہندوستان میں اور کوئی نہیں۔ پس دیوانی میں مقدمے لے کر نہیں جانا چاہیئے۔ میں وکیل ہو کر آپ لوگوں کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وکیلوں کے ہاتھوں میں نہ پڑو۔

تعلیم پر غیر ضروری خرچ

تیسری بات یہ ہے۔ کہ اولاد کو تعلیم دلانی چاہیئے۔ مگر اس پر غیر ضروری خرچ نہیں کرنا چاہیئے۔

آج کل لوگ عام طور پر بغیر سوچے سمجھے بی۔ اے پاس کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ آگے اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ آجکل بی۔ اے کے بعد ملازمت ملتی نہیں۔ اور اگر ملے بھی تو ۴۰ روپیہ کی کلرکی مل جاتی ہے۔ اس تنخواہ پر کسی شہر میں صرف میاں بیوی بھی بسر اوقات نہیں کر سکتے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بی۔ اے پاس کرنے والے لڑکے کو سل یا تپ دق کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ بجائے کمانے کے والدین کے لئے وبال بن جاتا ہے۔ اس لئے تعلیم دلانے سے پیشتر سوچ لینا چاہیئے۔ کہ لڑکا کیا بننا چاہتا ہے۔ اور اس میں کامیابی کے لئے جتنا خرچ ہوگا۔ اس سے بڑھکر یہ کما بھی سکیگا۔ یا نہیں۔ اگر گنجائش ہو تو پھر۔ ورنہ کبھی وہ تعلیم نہ دلانی چاہیئے۔ جس میں آمدنی کی معقول صورت نہ ہو۔ آج کل عام طور پر لوگ بغیر مقصد کے بی۔ اے اور ایم اے تک پڑھاتے جاتے ہیں۔ جس کے بعد نوجوانوں کو کوئی کام ملتا نہیں۔ اور وہ زراعت کرنے کے بھی قابل نہیں رہتے۔ لباس اور طرز معاشرت میں تبدیلی ہو کر اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور تعلیم بجائے فائدہ کے الٹا نقصان رساں ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے تعلیم کے معاملہ میں نہایت احتیاط برتنی چاہیئے۔

آمدنی میں اضافہ کا طریق

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ زمیندار اپنی آمدنی میں کس طرح اضافہ کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ مگر رقبہ اتنا ہی ہے۔ اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ زراعت میں ترقی کر کے موجودہ رقبہ کی پیداوار میں اضافہ کیا جاسکے۔

کھاد جمع کرنا

اس امر سے ہر شخص آگاہ ہے۔ کہ زمین میں جس قدر کھاد ڈالا جائے۔ اسی قدر پیدائش زیادہ ہوتی ہے۔ مگر دیہاتوں میں کھاد جمع کرنے کا مروجہ طریقہ بہت بُرا ہے۔ اور مضر ہے۔ کیونکہ اس طرح ایک تو کھاد نکمی ہو جاتی ہے۔ دوسرے صحت کے لئے بہت مضر ہے۔ کھاد کے ذخیرہ کے لئے آبادی سے بہت دور ہر زمیندار کو دو گڑھے کھودنے چاہئیں۔ جو کم از کم چھ فٹ گہرے ہوں۔ ایک گڑھا جب بھر جائے۔ تو اس کو بند کر دینا چاہیئے۔ اور دوسرے میں جمع کرنا شروع کر دیا جائے۔ اور چھ ماہ کے بعد کھول کر کھاد کھیتوں میں ڈالنی چاہیئے۔ یہ طریقہ نہایت ہی مفید ہوگا۔

کھیتوں کے گرد باڑیں

دوسرے کھیتوں کے گرد باڑ لگانی چاہیئے۔ تاکہ فصل خراب نہ ہو۔ مویشی کھیتوں میں جا کر نقصان نہ کر سکیں۔ نیز کھیتوں کے کناروں پر درخت لگائے جائیں جن کے ذریعہ آمدنی ہو سکے۔

استعمال اراضیات

تیسرے گورنمنٹ نے جو استعمال اراضیات کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ زمین اکٹھی ہونے کی وجہ سے اس پر زیادہ توجہ دی جاسکتی ہے۔ اور اس طرح آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

ہوا کی مدد سے پانی نکالنا

چوتھے۔ ہوا کی مدد سے پانی نکال کر کھیتوں میں دیا جائے۔ ایسی مشین لگانے میں تقریباً ۲۰۰۰ روپیہ خرچ

آتا ہے۔ مگر پانی کنوؤں سے بہت زیادہ میسر آسکتا ہے اور اس طرح بھی فصل زیادہ ہو کر آمد میں ترقی ہو سکتی ہے۔

خرید و فروخت پانچویں۔ خرید و فروخت کے لئے ہر گاؤں میں کواپریٹو سوسائٹیوں کی طرز پر کمیٹیاں بنائی جائیں۔ جو تمام اجناس خرید کر باہر بھیجیں اور خود فائدہ اٹھائیں۔ اور ضروریات زندگی بھی خود باہر سے منگوائیں۔ اس طرح سے بھی دیہاتیوں کے ذرائع آمد بڑھ سکتے ہیں۔

اعلیٰ بیج چھٹے۔ بونے کے وقت اعلیٰ قسم کا بیج استعمال کیا جائے۔ تاکہ فصل اچھی ہو۔

عمدہ مویشی ساتویں۔ جو مویشی رکھو۔ اعلیٰ درجہ کے رکھو۔ اور اچھی طرح انہیں پالو۔ جن مویشیوں سے آمد نہ ہو۔ اور ان کا خرچ فائدہ سے زیادہ ہو۔ وہ نہ رکھو۔ اور ایسا بوجھ کو نہ اٹھاؤ۔

عورتوں کے کام آٹھویں۔ عورتوں کو بجائے فضول اور وحشیانہ طرز کے زیورات کے مفید اشیاء خرید کر دینی چاہئیں۔ جیسے سینے کی مشین۔ تاکہ وہ فرصت کے اوقات میں بجائے غیبت اور فضول باتیں کرنے کے سینے پرونے کا کام کریں۔ اسی طرح ان کو تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دلانی چاہیئے۔ اور ان کو صحت افزا حالات میں رکھنا چاہیئے۔

وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے عام دلچسپی کے متعلق کچھ نہ بیان کیا جا سکا۔

موٹر لاری اُلٹ گئی!

اختتام جلسہ سالانہ کے بعد ۲۹ر دسمبر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے بہت سے افراد ایک موٹر لاری میں جو کہ وہ اپنے ہمراہ لائے تھے۔ سوار ہو کر واپس گوجرانوالہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بٹالہ سے قریباً ۲۲ میل کے فاصلہ پر جو موڑ آتا ہے۔ جہاں پر سڑک ریلوے لائن پر سے گذرتی ہے۔ ڈرائیور کی بے احتیاطی سے موٹر لاری الٹ گئی۔ مگر خدا کا بڑا شکر ہے۔ کہ جان کا نقصان نہیں ہوا البتہ تین اشخاص کو سخت چوٹیں آئیں۔ تھوڑی دیر میں بٹالہ کی طرف سے ایک اور موٹر لاری آگئی۔ جس میں چند احمدی سوار تھے۔ انہوں نے ازراہ ہمدردی اپنی جگہ زخمیوں کو دیدی۔ تاکہ وہ ہسپتال امرتسر میں پہنچا دیئے جائیں۔ اور خود بعد میں اُلٹنے والی لاری میں سوار ہو کر امرتسر پہونچے۔ زخمی ہسپتال میں پہنچا دیئے گئے۔ جہاں اُن کی مرہم پٹی کی گئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ چوٹیں گو شدید ہیں مگر خطرناک نہیں ہیں۔ (ایک ہم سفر)

سالانہ جلسہ پر ایک متلاشی حق کی تقریر

جلسہ کے آخری دن یعنی ۲۸ر دسمبر کو حضور خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر سے قبل ایک صاحب محمد ابراہیم صاحب فیروز پوری غیر احمدی نے حضور سے چند منٹ تقریر کرنے کی اجازت چاہی۔ حضور نے ازراہ شفقت انہیں سٹیج پر یاد فرمایا۔ اور تقریر کرنے کی اجازت دی۔ فیروز پوری صاحب نے نہایت پرجوش لہجہ میں تقریر کی۔ جس میں بیان کیا۔

معزز حضرات! میں ایک غیر احمدی ہوں۔ میں دو روز سے اس تگ و دو میں تھا۔ کہ کسی طرح قبلہ عالم حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں باریابی حاصل کروں۔ مگر میری یہ جرأت نہ تھی۔ کہ براہ راست حضور کا چہرۂ مبارک اتنا قریب ہو کر دیکھ سکوں۔ الحمد للہ کہ آج مجھے یہ موقع حاصل ہوا۔ اور مجھے باریابی حاصل ہو گئی۔ الفضل میں اعلان شائع ہوا تھا۔ کہ جلسہ پر غیر احمدیوں کو لایا جائے۔ تاکہ وہ دیکھ سکیں۔ کہ جو الزامات احمدیوں پر لگائے جاتے ہیں۔ ان میں کہاں تک صداقت ہے۔ اور اس غرض کو لیکر میں یہاں آیا ہوں۔ میں بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سخت مخالف و معاند تھا۔ اور اس سلسلہ کی کتابیں پڑھنا یا احمدیوں کے خیالات سننا ایک گناہ سمجھتا تھا۔ جب میں پاکپتن میں تھا۔ تو مولوی اللہ دتا صاحب وہاں تبلیغ کے لئے گئے۔ میں نے سخت مخالفت کی۔ اور بحیثیت سیکرٹری انجمن فریدیہ اعلان کروا دیا۔ کہ کوئی احمدیوں کی مجالس میں نہ جائے۔ مگر چوہدری غلام احمد صاحب پلیڈر نے مجھ سے کہا۔ کہ آپ احمدی مخالفت کرنے کی بجائے حضرت صاحب کی کتابیں پڑھیں۔ اور اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میری امت کا اختلاف بھی باعث رحمت ہے۔ اسپر میں نے کتابیں دیکھنی شروع کیں۔ اور مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ بجلی کی کلیں ہیں۔ جن سے میرے روحانیت کے خون میں دورہ شروع ہو گیا۔ اور مجھے محسوس ہونے لگا۔ کہ اب تک میں بالکل اندھیرے میں پڑا ہوا تھا میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ حضرت مرزا صاحب ایک اولوالعزم ہستی تھے۔ سلطان القلم تھے۔ اور دنیائے اسلام کی حالت کو پلٹنے کے لئے دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ اور آپ کی شان ایسی ارفع و اعلیٰ تھی۔ کہ مجھے لغت میں بھی ایسے الفاظ نہیں ملتے۔ جن سے آپ کا مرتبہ اور مقام بیان کر سکوں جب ایک آریہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خرافات بکیں۔ تو حضور ہی تھے۔ جنہوں نے اسکو یہ چیلنج دیا۔

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ

اور آخر اس کا جو انجام ہوا۔ وہ سب جانتے ہیں۔ میرے خون میں ایک حرکت اور روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ جب میں حضرت مرزا صاحب کا نام لیتا ہوں اور میرے دل میں حضور کے لئے جذبات کا ایک بحر بیکراں موجزن ہے۔ میں احمدیت کے متعلق تمام منازل طے کر آیا ہوں۔ صرف مسئلہ نبوت باقی ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں نبوت کا لفظ دل میں ایک خلش سی پیدا کرتا ہے۔

میں حضور قبلہ عالم تقدس مآب حضرت خلیفۃ المسیح سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضور میرے حق میں دعا فرمائیں۔ چونکہ وقت بہت کم ہے۔ اس لئے میں اپنے غیر احمدی دوستوں سے اس عرض کے بعد اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ کہ وہ میری طرح کم از کم حضرت مرزا صاحب کی کتابیں ضرور دیکھا کریں۔ اس سے انہیں بہت فائدہ ہوگا۔

جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کا اعتراف

جناب احمد لطیف صاحب بی۔ اے جنرل سیکرٹری ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کراچی کی طرف سے کچھ دن ہوئے ہمیں ایک مراسلت موصول ہوئی تھی۔ جس میں انہوں نے چوہدری محمد ابراہیم صاحب فیروز پوری سے درخواست کی تھی۔ کہ وہ آل انڈیا تبلیغ کانفرنس دہلی میں ضرور شریک ہوں۔ بسالانہ جلسہ کی تحریکات اور دوسرے مضامین کی وجہ سے ہم اس مراسلت کو شائع نہ کر سکے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ اس کے شائع نہ ہونے میں بھی مصلحت تھی۔ کیونکہ چوہدری صاحب ہمارے جلسہ پر آنے والے تھے۔ اور یہ وہی صاحب ہیں۔ جن کی اوپر مختصر تقریر درج کی گئی ہے۔ جناب احمد لطیف صاحب نے اس خط میں چند سطور جماعت احمدیہ کے متعلق بھی لکھی ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:۔

دنیا ء اسلام میں آج ہر طرف خدمت دین متین کا جو طرہ وسہرا خدا کے فضل و کرم سے احمدی جماعت کے سر پر ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جو خدمات دین کی آپ صاحبان ادا کر رہے ہیں وہ آپ کا ہی حصہ اور دیگر برادران اسلام کیلئے قابل رشک ہیں۔ جو ریز ولیوشن اور قرار دادیں پاس کرنے میں تو شیر ہیں۔ مگر انکو عملی جامہ پہنانا انکی طاقت و تنظیم سے باہر ہے۔ خدا کرے کہ دوسری انجمنیں اور سوسائیٹز بھی آپ کی مثال اور آپ کے عمل سے

خطبۂ نکاح

رنج و خوشی کی حالتیں

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

۲۔ جنوری ۱۹۲۸ء بعد نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔

دنیا میں خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے ہوئے ہیں۔ کہ انسان کی ایک حالت ہمیشہ قائم نہیں رہتی۔ کبھی وہ رنج میں سے گذر رہا ہوتا ہے۔ اور کبھی خوشی سے مسرت اندوز ہو رہا ہوتا ہے۔ ایک وقت میں خوشی کے سامان پیدا ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے وقت رنج کے۔ بسا اوقات انسان مجبور ہوتا ہے۔ کہ اپنے رنج پر غالب آئے۔ اور بسا اوقات مجبور ہوتا ہے۔ کہ خوشی پر غالب آئے۔ یہ تمام سامان خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت رکھے ہیں۔ کیونکہ وہ انسان کو ترقی کے رستہ کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ اور خوشی و رنج ہمیشہ انسان کو کھڑا کر لیتے ہیں۔ خوشی کہتی ہے ٹھیر جا۔ ذرا میرا مزا چکھ لے اور رنج بھی کہتا ہے۔ ذرا ٹھیر کر میری لذت چکھ لے۔ دونوں اپنی طرف کھینچنے والی چیزیں ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ بندہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس کے لئے اس نے یہ سامان مقرر کر رکھے ہیں۔ کہ خوشی و رنج ساتھ ساتھ دئے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ ایسے ملا دئے گئے ہیں۔ کہ جب خوشی اپنی طرف پورے زور اور ساری طاقت سے کھینچ رہی ہوتی ہے۔ تو رنج پیدا کر کے اس کی طاقت کو کمزور کر دیا جاتا ہے۔ اور جب رنج اپنی طرف کھینچ رہا ہوتا ہے تو خوشی کے ایسے سامان پیدا کر دئے جاتے ہیں۔ جو رنج کی طاقت کو توڑ دیتے ہیں۔ تب وہ درمیانی رستہ جس کے ذریعہ انسان خدا تعالےٰ تک پہونچتا ہے۔ آپ ہی آپ اس کے سامنے آجاتا ہے۔

میں اس وقت جس نکاح کے اعلان کے لئے کھڑا ہؤا ہوں۔ یہ بھی اس قسم کی حالت کا ایک نمونہ ہے ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ ایک مہینہ بھی پورا نہیں ہؤا۔ کہ اچانک چوہدری فتح محمد صاحب کی اہلیہ فوت ہو گئیں۔ ان کی اپنی ذاتی لیاقت اور نیکی کی وجہ سے اور خاندانی شرافت کے باعث کیونکہ وہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں۔ چوہدری فتح محمد صاحب کو ان کی وفات پر جائز طور پر صدمہ ہونا چاہیئے تھا۔ اور ہؤا۔ ایسی حالت میں لوگ محسوس کرتے ہیں۔ کہ اس رنج کی حالت کو لمبا ہونا چاہیئے۔ اور بسا اوقات لوگ اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی کیسا سنگدل ہے۔ بیوی کی وفات کے صدمہ کو اتنا جلدی بھول گیا۔ اور اس نے دوسرا نکاح کر لیا۔ خصوصاً عورتیں اس قسم کے اعتراض کیا کرتی ہیں۔ کہ فلاں مرد نے اپنی بیوی کے مرنے کے بعد اتنی جلدی شادی کر لی۔ مگر عورتیں اتنا اتنا عرصہ بیٹھی رہتی ہیں۔

اگر اس حقیقت پر غور کیا جائے۔ جو میں نے ابھی بیان کی ہے۔ اور ان ضرورتوں کو دیکھا جائے۔ جو عورتوں کے ہی فائدہ کے لئے ہوتی ہیں۔ تو بسا اوقات مرد اپنے نفس کو مجبور کر کے اور جذبات کو دبا کر دوسری شادی کے لئے آمادہ ہوتا ہے۔ اس کے احساسات اور جذبات چاہتے ہیں کہ ابھی غم کی حالت کا مزا چکھے۔ لیکن مرنے والی کے فائدہ اور نفع کے لئے اس کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے اس غم کے دائرہ کو تنگ کرے۔ بسا اوقات پہلی بیوی کی چھوٹی چھوٹی اولاد ہوتی ہے۔ جس کی پرورش اور تربیت مرد بوجہ دوسرے کاموں کے جو گھر سے باہر اُسے کرنے ہوتے ہیں۔ نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مرد فوت ہو جائے۔ تو عورت بچوں کی نگرانی اور تربیت کر سکتی ہے۔ چونکہ عورت کے فوت ہو جانے کی وجہ سے بچوں کی زندگی ضائع ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے مرد مجبور ہوتا ہے۔ کہ مرحومہ بیوی کی اولاد کی خاطر شادی کرے۔ ایسی شادی بظاہر بے وقوفوں کے لئے قابل اعتراض ہوتی ہے۔ مگر عقلمندوں کے نزدیک ضروری ہوتی ہے۔ اگر اس مرد کو اس کی اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا۔ تو وہ اتنی جلدی شادی کے لئے تیار نہ ہوتا۔ مگر ان بچوں کی تربیت کیلئے جن کی تربیت مرحومہ کا پہلا اور سب سے ضروری فرض تھا وہ اپنے نفس کو مجبور کر کے اس بات کے لئے تیار ہوتا ہے۔ کہ اپنے گھر میں ایسے انسان کو لائے۔ جو گھر کو آباد رکھنے کی کوشش کرے۔

ہمارے ملک میں چونکہ حقیقت پر غور کرنے کی عادت نہیں رہی۔ اور یہ سارا نتیجہ اس بات کا ہے۔ کہ ان لوگوں میں حکومت نہیں رہی۔ اس لئے ایسی باتوں پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ بعض لوگ اس موقعہ پر بھی اعتراض کریں۔ مگر یہ شادی جس کا میں اعلان کرنے لگا ہوں چوہدری صاحب کے ارادہ اور خواہش سے نہیں ہو رہی۔ بلکہ اس کا اصل محرک میں خود ہوں۔ ممکن ہے۔ ان ایام میں ان کے ذہن میں دوسری شادی کی تجویز بھی نہ آئی ہو مگر مجھے ان کی بیوی کی وفات کے دوسرے تیسرے دن ہی خیال آیا۔ کہ چوہدری صاحب کا سب سے بڑا فرض اب مرحومہ بیوی کے متعلق بچوں کی پرورش ہے۔ جن میں سے ایک کی عمر تو اتنے ہی دن کی ہے جتنے دن مرحومہ کو فوت ہو گذرے ہیں۔ کیونکہ اس کی پیدائش کے بعد ہی وہ فوت ہو گئیں۔ ایک اور بچہ دو سال کا ہے۔ باقی اس سے زیادہ عمر کے ہیں۔ اس لئے میرا خیال تھا۔ کہ چوہدری صاحب کو اپنے نفس کو مار کر جلد سے جلد شادی کر لینی چاہیئے۔ اور میں اسی دن سے اس فکر میں تھا۔ کہ کوئی موزوں صورت ہو۔ تو اس کے متعلق تحریک کی جائے۔ تاکہ بچوں کی تربیت اور پرورش بھی ہو سکے۔ اور گھر بھی آباد ہو۔ اب میری ہی تحریک پر چوہدری صاحب نے نکاح پر آمادگی ظاہر کی ہے۔

مجھے یہ خطبہ اس لئے بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ عام طور پر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اتنی جلدی کیوں شادی کی گئی۔ اس طرح وہ خاوند کی اپنی مرحومہ بیوی سے محبت اور تعلقات کے متعلق حرف گیری کرتے ہیں۔

اس میں شک نہیں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو نفس پرست ہوتے ہیں۔ اور انہیں مرنے والی بیوی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ مگر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ مرد کو سچی قربانی اور حقیقی ایثار کر کے شادی کرنے پر آمادہ ہونا پڑتا ہے۔ وہ اندر ہی اندر میں چاہتا ہے۔ کہ اپنے غم کی گھڑیوں کو لمبا کرے۔ مگر وہ اپنے نفس کو دبا کر مرنے والی کی خاطر اور اس کی خدمت کے لئے کیونکہ بچوں کی پرورش اور تربیت اس کی خدمت ہوتی ہے۔ مجبور ہوتا ہے۔ کہ اس بارے میں انتظام کرے۔ دنیا اس پر اعتراض کرتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ سچی قربانی کر رہا ہوتا ہے۔

یہ نکاح مرزا محمود بیگ صاحب کی لڑکی صادقہ بیگم سے قرار پایا ہے۔ مرزا صاحب پٹی کے ایک مشہور خاندان کے اور پورانے احمدی ہیں۔ وہ خاموش طبیعت کے آدمی ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا اخلاص رکھنے والے ہیں۔ مدتوں یہاں رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ بھی ان کی قربانی ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ ان کا خاندان بہت مشہور اور بڑا مغلوں کا خاندان ہے۔ مگر انہوں نے سارے رشتے غیر مغلوں میں کئے ہیں۔ انہوں نے اپنی دو بھانجیوں کے جہاں رشتے کئے۔ وہ بھی دوسری قوم میں کئے ہیں۔ اور اپنی دو لڑکیوں کے جہاں کئے۔ وہ بھی مغل نہیں۔ اور تیسری لڑکی کیلئے جہاں ارادہ کر رہے ہیں۔ وہ بھی مغل نہیں۔ میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کی لڑکی صادقہ بیگم کا نکاح چوہدری فتح محمد صاحب سیال سے ایک ہزار روپیہ مہر پر قرار پایا ہے۔

کانچ کی چوڑیوں کا کارخانہ

مکرم سید عابد حسین صاحب بی۔اے سابق تحصیلدار نے جو ایک دیرینہ اور مخلص احمدی ہیں۔ فیروز آباد ضلع آگرہ میں کانچ کی چوڑیوں کا کارخانہ "رحمٰن برادرس" کے نام سے جاری کیا ہے۔ کارخانہ کی ساختہ کئی قسم کی چوڑیوں کے نمونے ہم نے دیکھے ہیں۔ جو بہت خوشنما اور خوبصورت ہیں۔ سید صاحب موصوف نے اپنے اس کاروبار کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ جماعت کے دوسرے بزرگوں اور ناظر صاحب تجارت کی سفارشی تحریریں حاصل کی ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس کی طرف سے حضور کے پرائیویٹ سکرٹری نے جو سطور لکھی ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

"مجھے ان پر کامل اعتماد ہے۔ بہت بہتر ہو گا۔ اگر دوست اس کام میں ان کی مدد فرمائیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ نہایت ضروری ہو گا۔ کہ جماعت کی مالی حالت کو درست کرنے کیلئے جماعت کے احباب ان سے تعاون کریں۔ اور ان کو آرڈر دلوانے کی بھی تبلیغ فرمائیں۔"

جماعت کے دوسرے بزرگوں نے جن میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ مولانا سید سرور شاہ صاحب۔ جناب میر محمد اسحاق صاحب۔ جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی ہیں دوستوں کو سید صاحب سے مال خریدنے اور دوسروں کو خریدار بنانے کی تحریک کی ہے۔

ایسی صورت میں ان احباب کا جو کانچ کی چوڑیاں خود فروخت کرنے کا کام کرتے ہیں۔ یا وہ دوسروں کو ان کی خریداری کے لئے تیار کر سکتے ہیں۔ نہایت ضروری فرض ہے کہ کارخانہ رحمٰن برادرز کو آرڈر بھجوائیں۔ اور اس صنعت کو ترقی دیں۔ درخواست بھیجنے پر چوڑیوں کے نمونے اور نرخ کارخانہ بھیجد یگا۔ قیمت بالکل واجبی ہو گی۔ خط و کتابت کے لئے اتنا پتہ کافی ہے۔ رحمٰن برادرز۔ فیروز آباد۔ ضلع آگرہ۔

مہاشہ پریم چند صاحب کی اطلاع

مہاشہ پریم چند جن کے مضامین اخبار "تیج" دہلی اُن کا سابقہ نام "شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری" لکھکر بڑے فخر کے ساتھ شائع کیا کرتا تھا۔ ایک خط کے ذریعہ حسب ذیل ضروری اطلاع "دیتے ہیں:۔

"میں اس سے پیشتر روزانہ اخبار "تیج" دہلی میں کام کرتا تھا۔ لیکن لالہ دیش بندھو جی ڈائرکٹر سے کچھ کشیدگی ہو گئی ہے۔ اس لئے ۱۴۔ دسمبر ۱۹۲۷ء سے علیحدہ ہو گیا ہوں۔ آئندہ کے لئے تمام احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ پریم چند ہوشیارپوری۔ کوچہ دکنی رائے۔ دریا گنج دہلی"

بہتر ہوتا۔ اگر مہاشہ صاحب اس کشیدگی کی کچھ تفصیل بھی لکھ دیتے۔ جس کی وجہ سے انہیں "تیج" سے علیحدہ ہونا پڑا ہے۔ تاکہ نو آریوں سے "ہجنم کے آریوں" کے سلوک پر کچھ روشنی پڑ سکتی۔ ہمیں مہاشہ صاحب کی طرف سے تاحال اپنے اس مضمون کے جواب کا انتظار ہے۔ جو ہم نے ان کی تحریری خواہش پر "نو مسلموں اور نو آریوں میں فرق" پر ۱۳ ستمبر کے "الفضل" میں لکھا تھا۔ چونکہ مہاشہ صاحب اب اس مضمون کے متعلق اظہار رائے کرنے میں پہلے کی نسبت بہتر حالت میں ہیں۔ اور نو آریوں سے آریوں کے سلوک کے متعلق ان کے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ میں اضافہ بھی ہو چکا ہے۔ اس لئے ہم اُن سے پہلے سے زیادہ جواب کے متوقع ہیں۔

نئے شاستر بنانے کی تجویز

آریہ سماج کی اردھ شتابدی کے ایام میں ذات پات توڑنے اور ہندوؤں میں مساوات پیدا کرنے کی غرض سے جو کانفرنس لاہور میں منعقد ہوئی۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے بھائی پرمانند صاحب نے جو اس کانفرنس کے صدر منتخب تھے۔ کہا:۔

"موجودہ حالت میں ہم شاستروں کی پیروی نہیں کر سکتے۔ اگر آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے رشی شاستر بنا سکتے تھے۔ تو آج ہمیں بھی اختیار ہے۔ کہ حالات زمانہ کے مطابق اپنا شاستر بنائیں"۔ (بحوالہ ملاپ یکم جنوری)

ان الفاظ سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ بھائی پرمانند اور ان کے دوسرے ہمخیال ہندو پرانے زمانہ کے رشیوں کی حیثیت اپنے سے بڑھ کر نہیں سمجھتے۔ اور ان کو بھی اپنے جیسا عام انسان خیال کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کے بنائے ہوئے شاستروں کو ایک وقتی مجموعہ قوانین سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔

جو ہندو دوست ان رشیوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے کے عادی ہیں۔ اور ان کی طرف ایسے ایسے معجزات منسوب کرتے ہیں۔ جن کو عقل انسانی قابل قبول نہیں سمجھتی۔ نیز جو اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ وید کے دھرم کے آئین و قوانین میں کبھی بھی تغیر و تبدل کی نوبت نہیں آ سکتی۔ ان کو چاہیئے۔ کہ بھائی صاحب کے مذکورہ بالا الفاظ کو غور سے پڑھیں۔ اور بھائی صاحب سے ہم اتنا عرض کرینگے کہ ان کا خیال نہایت مبارک ہے۔ وہ جس قدر بھی جلدی ہو سکے۔ اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔ اور شاستروں کو ان احکام سے بالکل پاک کر دیں۔ جو اس روشنی کے زمانہ میں ناقابل عمل ہیں۔ یا عقل سلیم پر گراں گذرتے ہیں۔

دُعا فروشی

چینیوں میں دعاؤں کی قیمت ادا کی جاتی ہے۔ گویا جس قیمت کی دعا چاہو۔ کرا لو۔ اور دعاؤں کے لئے انہوں نے مشینیں بنا رکھی ہیں۔ دعاؤں کے چرخ مشہور ہیں۔ ان دعاؤں کے چرخوں کو چلانے والے راہب اور راہبہ عورتیں من مانی قیمت لے لیتی ہیں۔ اور چینی اسے خوشی سے ادا کر دیتے ہیں۔ اب جبکہ چین میں شورش اور ایک قسم کی جنگ شروع ہوئی ہے چینی راہبوں نے اپنی گرم بازاری کے لئے اسے مفید پایا ہے۔ چنانچہ ہانکو (جو موجودہ شورش کا گویا مرکز ہے) سے خبر آئی ہے۔ کہ دو ہزار چینی راہبوں اور راہبہ عورتوں کا گروہ ایک جلوس بنا کر شہر میں نکلا۔ ہر قسم کے جھنڈے اور باجے ساتھ تھے۔ اور اس جلوس کی غرض یہ تھی۔ کہ پبلک میں دعاؤں کی قیمت اور محصول کے اضافہ کا اعلان کریں دنیا کے امن کو سخت ٹھوکر لگی ہے۔ اور اس بدامنی نے اور موجودہ زمانہ کی ایجادات اور ضروریات زندگی نے انسان کو خدا کے قریب کرنے کی بجائے دور کر دیا ہے۔ مذہب سے اول تو تعلق اور دلچسپی باقی نہیں رہی۔ اور اگر ہے۔ تو مذہب کو بجائے خود ایک تجارت اور دوکان بنا لیا گیا ہے۔ چینیوں کی اس دعا فروشی کی حالت پر ہی افسوس نہیں۔ خود مسلمانوں میں مردہ کے گناہ ایک روپیہ پر بخشوانے کے اجارہ دار موجود ہیں۔ اسلام نے جہاں دعا کرنے کی تعلیم دی ہے دعا کرانے پر بھی زور دیا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے دعا کرانے والے کے ساتھ تعلق کو بڑھانا لازمی ہے۔ لیکن یہ تعلقات تو اخلاص اور محبت صادقہ چاہتے ہیں سکے۔ اس کیلئے کوئی نرخ نہیں ہو جو لوگ صدق اور اخلاص کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اور جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کرام سے مخلصانہ تعلقات پیدا کئے وہ ان سے دعائیں کرانے اور ان کے قبول ہونیکے لطف کو خوب جانتے ہیں مگر ہماری جماعت کا فرض یہی نہیں۔ کہ صحیح طریق پر دعاؤں سے بہرہ اندوز ہو بلکہ اس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ دوسروں کو بھی دعا کے متعلق صحیح معلومات بہم..

استہارات

آپ سخت سردی میں بھی نماز تہجد ادا کر سکتی ہیں؟

وہ کونسا مسلمان ہوگا۔ جس کا دل نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے بے تاب نہ ہو۔ مگر یہ کڑکڑاتی سردی کچھ پیش نہیں جانے دیتی۔ اور دل کی حسرتیں دل ہی میں رہ جاتی ہیں۔ لہٰذا اگر آپ عوارض سردی۔ کھانسی۔ زکام۔ نزلہ سے بے خوف ہوکر تہجد پڑھنے کے آرزومند ہیں۔ تو آپ کو آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو نہ صرف آپ کو سردی کے ان عوارض سے بچائے گی۔ بلکہ پٹھوں کو مضبوط۔ دل و دماغ کو تقویت گندے خون کو صاف اور عمدہ خون کو پیدا کرے گی۔ جسم کو چست دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی اور معدہ کو تقویت دے گی اگر آپ جوان ہیں۔ تو جوانی کی حفاظت۔ اگر آپ بوڑھے ہیں۔ تو بڑھاپے کے عوارض سے بچائے گی۔ اگر آپ کمزور ہیں۔ تو زور آور۔ اگر آپ زور آور ہیں۔ تو شہ زور کرے گی ÷

غرضیکہ اکسیر البدن کے استعمال کے بعد آپ خوب محنت کر کے روپیہ کما سکینگے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

المشتہر

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

سندھ انجنیئرنگ کالج سکھر سندھ

میں قلیل عرصہ میں اوورسیر اور سب اوورسیر کلاس کی نہایت اعلیٰ التعلیم دیجاتی ہے۔ آج ہی پرنسپل صاحب سے پراسپکٹس طلب فرمائیے

حمائل شریف کی قیمت میں خاص رعایت

مجھ سے خرید کر فائدہ حاصل کریں۔

یسرنا القرآن کی طرز پر سب سے پہلی حمائل شریف زرد اور سفید کاغذ پر چھپی ہوئی میرے پاس ہے۔ میں نے اس کی قیمت بجائے مبلغ دو روپے کے صرف ایک روپیہ کر دی ہے۔ حمائل نہایت عمدہ چھپی ہوئی ہے۔ کاغذ اعلےٰ درجہ کا ہے۔ بوڑھے دیکھے اسکو بخوبی پڑھ سکتے ہیں۔

منشی محمد ابراہیم قادیان۔

حب اطہرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں۔ (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہوگئی ہو (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزوری پٹھے ہوں۔ ان کے لئے ان گودبھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ تین تولے کیلئے محصولڈاک معاف۔ چھ تولہ تک خاص رعایت۔

سرمہ نور العین

اس کے اجزا موتی و ماہیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانیوالا۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیسدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بینظیر ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دیتا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا اور زیبائش دیتا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام فضلوں کو دور کرنے والی مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن۔ اور جگر کو طاقت دینے والی۔ جوڑوں کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی۔ مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہر)

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور مونہہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ / +

المشتہر

ناظم جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

تریاق زعفرانی

امراض ذیل کیلئے ہمہ صفت موصوف ہے۔ اعضائے رئیسہ کی کمزوری کیلئے نہایت مفید ہے۔ نسیان ہو۔ معدہ کمزور ہو۔ دماغ کمزور ہو۔ دل دھڑکتا ہو۔ کمزوری جگر کی وجہ سے بدن میں خون کم ہو رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ قوت کمزور پڑ گئی ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال انشاء اللہ نہایت مفید اور آرام پہنچانے کا موجب ہوگا قیمت فی ڈبیہ عار

عبدالرحمان کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

مشین سیویاں کی بینظیر مقبولیت

خدا کے فضل سے ہماری ساختہ مشین سیویاں جلسہ کے دنوں احباب نے اسقدر پسند کی ہیں۔ کہ چھوٹا سائز سب کا سب اور بڑے سائز کا ایک کثیر حصہ ختم ہوگیا ہے۔ اور مال کی تیاری سرگرمی سے شروع کر دی گئی ہے۔ آپ بھی جلد آرڈر دے کر فائدہ اٹھائیے۔ قیمت مشین کلاں ... خورد پانچ روپے (ہ)

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران پشمینہ ...

ہندوستان کی خبریں

—— کلکتہ ۳۱۔ دسمبر آج صبح دوبارہ مسلم لیگ کا اجلاس ٹاؤن ہال کلکتہ میں شروع ہوا۔ کل کی نسبت حاضرین کی تعداد بہت کم اور صرف مندوبین تک محدود تھی۔ سر علی امام (بہار) نے مجلس انتخاب مضامین کی طرف سے مقاطعہ کی قرارداد پیش کی۔ مسٹر تمیز الدین سرکاری وکیل فریدپور نے اس قرارداد کی مخالفت کی۔ جب ووٹ لئے گئے۔ تو قرارداد منظور ہوگئی۔ ملک برکت علی (پنجاب) نے ہندو مسلم سمجھوتے کی قرارداد پیش کی۔ مسٹر عزیز الحق (بنگال) نے تجویز پیش کی کہ اس مباحثہ کو ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔ مسٹر نور الحق نے اس کی تائید کی۔ مسٹر اکرم خان نے مولوی ظفر علی کی تجویز کی مخالفت کی۔ اور کہا کہ اس قسم کے ووٹ سے مسلمانوں کو نقصان پہونچے گا۔ مولانا شوکت علی نے اس قرارداد پر اور کانگریس لیگ کو مبارکباد دی۔ اور اصل قرارداد منظور ہوگئی۔

—— کلکتہ ۳۱۔ دسمبر۔ مسٹر اے۔ ایچ غزنوی نے حسب ذیل اعلان شائع کیا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کے التوا کا جلسہ مقررہ وقت پر بند کمرے میں منعقد ہوا۔ صرف ان لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ جو مقاطعہ کے حامی تھے۔ مدراس سے بہت سے خلافتی اور سوراجی آگئے اور انہوں نے سر میاں محمد شفیع۔ فیروز خان نون اور مسٹر اے غزنوی کے خلاف تقریریں کیں۔ بنگال کے پرنس اکرم حسین وغیرہ پندرہ معزز ارکان کلکتہ میں موجود تھے۔ لیکن اجلاس میں شامل نہیں ہوئے۔

—— نئی دہلی۔ یکم جنوری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ ہز ہائی نس مہاراجہ بھرت پور نے حکومت ہند کی منشا کے مطابق جو تحقیقاتی کمیشن منظور کرنے کی درخواست کی تھی وہ منسوخ کردی ہے۔ اور اب اس بات پر آمادہ ہوگئے ہیں کہ ان کی ریاست کو بحال رکھنے کی جو تدابیر ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند تجویز کریں۔ وہ ان کو منظور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

—— لاہور ۲۔ جنوری گوردوارہ باؤلی صاحب ڈبی بازار میں سکھوں کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آریہ سیوا سبھا کے اس پمفلٹ کے خلاف جس میں گورو گوبند سنگھ صاحب کے خلاف توہین آمیز الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ اظہار نفرت و حقارت کیا گیا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ اس کے مصنف طابع و ناشر کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

—— کراچی یکم جنوری۔ لاہور ...

وہاں بہائی مذہب پر دو لیکچر دئے۔ گورو گوبند سنگھ کے جنم دن کے موقعہ پر تقریر کرنے کے لئے آپ کو سکھ گوردوارہ میں مدعو کیا گیا۔ آپ نے دوران تقریر میں بہائی مذہب کا بھی ذکر کیا۔ تقریر ختم کر چکنے کے بعد جس وقت آپ وہاں سے باہر نکلے۔ تو بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چند سکھوں نے آپ پر حملہ کیا۔ ایک سکھ نے آپ کو بڑی مشکل سے بچایا۔

—— دہلی ۳۔ جنوری۔ سرکاری ریلوے کی ۱۷ دسمبر تک آخر ہفتہ کی آمدنی ۲۱۹۔ لاکھ روپیہ ہوئی۔ یہ آمدنی گذشتہ ہفتہ کی نسبت ۲۔ لاکھ روپیہ کم ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر کے ایم پانیکار (جو پہلے ہندوستان ٹائمز کے ایڈیٹر تھے) ریاست کشمیر کے پولیٹیکل سکرٹری مقرر کئے گئے ہیں۔ اور کہ یہ کشمیر پہونچ بھی چکے ہیں۔

—— ناگپور ۳۔ جنوری۔ سشن جج ناگپور نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ جو چھ ہندوؤں کے خلاف گذشتہ ہندو مسلم فسادات میں فساد کرنے اور ایک مسلمان کو قتل کرنے کے الزام میں چل رہا تھا۔ سشن جج نے چار ہندوؤں کو عبور دریائے شور کی سزا دی ہے۔ اور باقی دو کو بری کر دیا ہے۔

—— لاہور ۔ ۴۔ جنوری۔ جریدہ "لائٹ" کے مدیر طابع اور ناشر کے خلاف جو مقدمہ چل رہا تھا۔ اس کا فیصلہ مسٹر ای ایچ لنکن ایڈیشنل مجسٹریٹ نے سنا دیا۔ مولوی محمد یعقوب خان صاحب مدیر کو ایک مضمون کی بنا پر ایک سال قید محنت اور پانصد روپیہ جرمانہ اور دوسرے مضمون کی بنا پر تین ماہ قید محنت اور پانصد روپیہ جرمانہ کی سزا دیگئی۔ سزائیں یکے بعد دیگرے شروع ہونگی۔ ناشر چوہدری رحمت خان صاحب بدر اور طابع میاں معراج دین صاحب کو تین تین ماہ قید محنت کی سزا دیگئی۔ ملزموں کی درخواست پر عدالت نے حکم دیا۔ کہ جیل کے اندر ان کے ساتھ "اے کلاس" کے قیدیوں کا سلوک کیا جائے۔

—— دہلی ۴۔ جنوری۔ مقامی پولیس نے مسٹر ڈکنسن اس پبلک کتب فروش کی دوکان پر چھاپہ مارا۔ اور ایک ضبط شدہ کتاب آدرش پشیا نجلی کی جلدیں لے گئی۔

—— بمبئی ۳۱۔ جنوری۔ آج صبح تقریباً دس ہزار مزدوروں نے جو اپالو اسپرنگ، مرچل، اینگر نینڈر اور جیکب سیلون ملوں میں کام کرتے تھے۔ یکایک ہڑتال کر دی۔

—— لاہور ۵ جنوری۔ حکومت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ذیل کے اخبارات پر ایک لاٹری کا اشتہار شائع کرنے کی پاداش میں دفعہ ۲۹۲۔ قانون تعزیرات ہند کے ماتحت مقدمہ چلایا جائے۔ "ویر بھارت۔ بندے ماترم۔ ترتیش۔ پارس۔ گورو گھنٹال۔ لاٹ پچار۔ پرکاش۔ راجپوت گزٹ۔ شیر پنجاب۔ مسلم آؤٹ لک اور تنظیم"

ممالک غیر کی خبریں

—— پیرس ۲۱۔ دسمبر۔ شاہ افغانستان کی سیاحت یورپ سے تمام فرنگی طاقتوں میں بے چینی اور تشویش پیدا ہوگئی ہے۔ برطانیہ۔ فرانس اور اطالیہ کا خیال ہے۔ کہ یہ سیاحت یورپ کے لئے خطرناک ثابت ہوگی۔ ان حکومتوں کو یہ خطرہ لاحق ہوگیا ہے کہ شاہ افغانستان کے دورہ یورپ سے مشرقی ممالک کی ایک لیگ بن جائے گی۔ جس میں روس۔ ترکی اور افغانستان شامل ہو جائیں گے۔

—— ماہ مارچ آئندہ میں شاہ کابل انگلستان میں نزول فرمائیں گے۔ اور بکنگھم محل میں ملک معظم کے مہمان رہیں گے۔ تمام صنعتی مراکز کا دورہ فرمائیں گے۔ اور کچھ دن لنکا شائر میں بھی گزاریں گے۔

—— برلن ۳۰۔ دسمبر۔ جرمنی میں شاہ افغانستان کا سرکاری طور پر شاندار استقبال کرنیکی سرگرم تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— جس افغان شہزادی کی غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ منگنی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور جو کہ آج کل پیرس یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے۔ وہ فرماتی ہے۔ کہ میری منگنی تو ایک اور شخص سے ہوئی ہے۔

—— لنڈن ۴۔ جنوری۔ ہڈرفیلڈ کے پاس چار بچے ایک تنہا مکان میں جل کر ہلاک ہوگئے۔ بچوں کی ماں صبح اٹھی اور اس نے اپنی ۱۷۔ سالہ لڑکی کو اٹھایا۔ گیس کی بو آرہی تھی لڑکی نے دیا سلائی سلگائی۔ تو تمام مکان میں آگ لگ گئی۔ ماں بیٹی دوڑ کر باہر نکل گئیں۔ لڑکی اپنے چار بھائی بہنوں کو نکالنے کے لئے اندر آئی۔ لیکن ناکام رہی۔ ماں بچوں کے صدمہ سے دیوانی ہوگئی۔

—— لنڈن ۲۔ جنوری۔ لنڈن میں مسلسل بارش ہو رہی ہے برف تیزی کے ساتھ پگھل رہی ہے۔ اور لنڈن میں سخت ترین سیلاب ہرسینڈن میں رونما ہوا۔ جہاں دوسو مکانات اور کئی سڑکوں کو نقصان پہونچا ہے۔ جنوبی افغانستان میں بہت سی اہم سڑکیں ناقابل گذر ہیں۔ ریڈنگ اور پینگ بورن میں سطح آب برابر بلند ہو رہی ہے۔

—— لنڈن ۴۔ جنوری ڈیون جنوبی ویلز وسطی اور شمالی علاقہ کے دریا طغیانی پر ہیں۔ ہزاروں ایکڑ زمین تہ آب ہے۔ اور لوگوں نے مکانات کو خالی کر دیا ہے۔ خاص سڑکوں پر کئی فٹ پانی بھر گیا ہے۔ اور قصبے ریلوے اسٹیشنوں سے منقطع ہوگئے ہیں۔ بہت سے مواشی غرقاب ہوگئے ہیں۔

—— پیکن۔ شانٹنگ میں ۴۰ لاکھ چینی بھوکوں مر رہے ہیں اور صورت حال نازک ہوگئی ہے۔ ۱۳۵۔ اضلاع میں ۱۰ فیصدی سے بھی کم فصل کاٹی گئی ہے۔ اور کثیر التعداد دیہاتی درختوں کی چھال اور بھوسہ پر گذارہ کر رہے ہیں۔ ڈاکو اور سپاہی حالات کو اور بھی بدتر بنا رہے ہیں۔